بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا حمدِ خدا میں دل جو مصروفِ رقم میرا
الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا

صراطِ عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا
دمِ شمشیرِ قاتل پر بھی خون جاتا ہے جم میرا

ہوا ہے سینہ یکسر خار زارِ دشتِ غم میرا
کہ آیا پا بجون آغشتہ ہو کر لب پہ دم میرا

وہ ہوں میں گیسوئے موجِ محیطِ اعظمِ وحشت
کہ ہے گھیرے ہوئے روئے زمین کو پیچ و خم میرا

نشانِ بے رواجی گر دکھائے زور مٹ جائے
جھپک سے دیدۂ صراف کی نقشِ درم میرا

وہ ہوں میں رہ نوردِ شوق بے سر ساتھ جاتا ہے
برنگِ سایۂ مرغِ ہوا نقشِ قدم میرا

نہ ہو کیونکر ترکِ سجدۂ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی کو ذوق بس ہے یہ قلم میرا

شوقِ نظارہ ہی جب ہے اوس رخِ پرنور کا
ہے مرا مرغِ نظر پروانہ شمعِ طور کا

ہجر میں کیا پوچھتا ہے حال اس رنجور کا
دل نہ اٹکائے کہیں اللہ بس مقدور کا

لطف جاتا ہے سرودِ نالۂ پر شور کا
خون دل پیتا ہی یہ کھانا مجھے سینہ دور کا

ہے اوسی ظلمت میں انجم جلوہ کب ہے نور کا
پھر اک شعلہ سا ہے سو بھی چراغِ دور کا

اسرار معانی دردِ عشق

زرا عشق ادھر دیکھے بھالے ہوئے ۔ قدم اے ستمگر سنبھالے ہوئے

نہ چلنا کہین وہ قیامت کی چال ۔ کہ لاشے شہیدون کے ہون پائمال

جفا تیری چتون مین اے بیوفا ۔ سروہی کے قبضے مین دستِ قضا

ہوئے گرچہ لاکھون تہِ تیغ جور ۔ ادا کہتی ہے میری خاطر سے اور

تو ہی رہنما ہے تو رہزن ہے کون ۔ تجھے دوست سمجھین تو دشمن ہے کون

تری بیوفائی کرم کا ستم ۔ تری کج ادائی ستم کا کرم

صفین صاف برباد لشکر ہوئے ۔ کبھی تیرے میلے نہ تیور ہوئے

قلندر ترے ستائے رہین ۔ مگر چتون آنکھین چرائے رہین

ندا عالمِ قدس کی بار بار ۔ کہ کیا ہو گئے شاہِ گردون وقار (ق)

جو تھے اپنی ثروت کی نخوت مین گم ۔ جو کہتے تھے ہر دم انا ربکم

کہان پہلوانانِ لشکر شکن ۔ کہان شہسوارانِ شمشیر زن

کہان ماہرویانِ چین و چگل ۔ کہان جان نثارانِ آشفتہ دل

کدھر جا چھپائے ہین اب وہ صنم ۔ نکلتا تھا جن پر خدائی کا دم

کدھر چھپ گیا چرخِ مینا نگار ۔ کہان لٹ گیا کاروانِ غبار

حشر وحشت افزا

۱۳

پلا میرے یوسف لقا ایک جام ۔ نہین اب تو قیدِ حلال و حرام

وہ مے جس سے پھر اپنے گھر آئے روح ۔ وہ مے جسکا ہر روح بنجائے روح

ہر اک مست خوابیدہ ہشیار ہو ۔ وہی گرم ہو حق کا بازار ہو

ہوا پھر تقاضائے شانِ شہود ۔ کہ ملکِ عدم سے پھر آئے وجود

ملک رہی نغمہ سنجِ ظہور ۔ نیستانِ قدرت کی نَے پھنکے صور

فضائے عدم مین وہ لَے چھا گئی ۔ کہ قالب مین مُردون کے جان آگئی

اُڑا پہلے رنگ اب ہے اوڑنا محال ۔ بچھا اب کی اچھا رگِ گل کا جال

ہوئی رونقِ دہر خانہ خراب ۔ وہی چرخِ مینا وہی آفتاب

ہر اک قد کا سانچہ اوبلنے لگا ۔ کہ ہر جسم گِل گل کے ڈھلنے لگا

نہ سوجھا زمانہ کا چال اور چلن ‌ ‌ ہوا چشم مرقد کا جالا کفن

نکل آئے عریان نئی روپ مین ‌ ‌ چلے اٹھ کے تہ خانے سے دھوپ مین

بیابان وحشت مین ہر اک روان ‌ ‌ کفن کی اوڑاتی ہوئی دھجیان

وہ دشت پر آشوب روئی زمین ‌ ‌ کہ ریگ روان قلزم آتشین

ہر اک موج چلتی ہوئی تیغ تیز ‌ ‌ ہر اک قطرہ بر حال خود اشک ریز

گہر اوسکے ڈوبے ہوے قافلے ‌ ‌ حباب اوسکے لوٹے ہوے آبلے

چھپائے ہے بجلی کو مٹی مین ریت ‌ ‌ پکاتی ہے دھوپ اپنے کشتون کے کھیت

بشر مضطرب مثل ماہی ہوے ‌ ‌ زبان مین وہ کانٹے پڑے پیاس کے

ہوا کیا بھبھوکا رخ دلربا ‌ ‌ کہ ہر خال کا دانہ پھٹنے لگا

سرون پر ہمارے ہمارے گناہ ‌ ‌ لگے کھیلنے مثل مار سیاہ

یہ کہیے کہ آنکھین چھپائی ہوئے ‌ ‌ اسی دن پہ تھے زہر کھائے ہوئے

ہین یارون کے آپ چھکے چھوٹے ہوئے ‌ ‌ جو تھے داون پر داون لوٹے ہوئے

ملا دختر رز کو سورج کا روپ ‌ ‌ پہ ہے وہ پری جسکا سایہ ہے دھوپ

نئی بی نوا سے وہ لی دون کی ‌ ‌ کہ زہرہ سے اونچی ہر اک لے گئی

سحر سے ہوا دوپہر کا یقین ‌ ‌ یہ ڈوبی ہے سارنگ مین بھیرین

صفت اور موصوف غم مین پھنسے ‌ ‌ خطا اور خطاوار شکنجین کسے

کھنچے اک شکنجے مین فقر و غنا ‌ ‌ بندھے ایک رسی مین شاہ و گدا

ہے بیٹے کو مطلق خبر باپ کی
یہ پیدا ہوئی فکر آپ آپ کی

ہر اک باپ بیٹی کے منہ سے خجل
ہر اک آنکھ سے گر گیا لخت دل

نہین اب کسی کو برادر عزیز
کبھی تھا جو یوسف سے بڑھکر عزیز

ہے سبزے کو گلشن سے بیگانگی
پریشان ہے جنگل سے دیوانگی

یہ ہے آفتی ہے خدا کی پناہ
کہ کعبہ بھی قبلہ کی بھولا ہے راہ

ہر اک زندہ پر مردنی چھا گئی
ہر اک پتی گرمی سے مرجھا گئی

یہ سوچے کہ کچھ فکر تھمتی نہین
زمین پاؤن کے نیچے تھمتی نہین

نہ کچھ سوجھی نہ کچھ بن پڑی بے بال و پر
زبان تک دعا اور دعا تک اثر

چلین سوے شاہان عالیجناب
پر و بال ذرون کا ہے آفتاب

سفارش کی اون سے طلبگار ہون
جو وہ کشتی کھینچین تو ہم پار ہون

طلب دعائے خیر پیغمبران علیہم السلام

کہ بھر آئی تو اے ساقی آہ سرد
ترا دور اور آگ کا گھر ہے درد

لگا دے کوئی برف کی آج کل
کہ گرمی بہت بڑھتی ہے آج کل

ملا درد شیرین و اشک روان
یہ شربت بنا کر جما قلفیان

گھڑے بھر کے آب عرق سے چھڑک
کہ یہ دشت ہو جائے ٹھنڈی سڑک

چلین پیشواؤن سے اپنے ملین
گھڑی بھر مین سب طے کرین منزلین

ہوئے دلفگاران روز قیام | قدمبوس آدم علیہ السلام
ابو الانبیا و ابو المرسلین | نئے باغ کے میوۂ اولین
چمن پرور رنگ و بوئے کلم | با الہام انبئی باسمائہم
ملک کی نظرین بڑی دور تھے | نہ کیون سجدہ کرتے کہ مجبور تھے
سر آسمان خلد و طوبیٰ ملا | زمین پر خلافت کا تمغا ملا
کہین کچھ زبان سے یہ طاقت کہان | اشارون سے ظاہر یہ طرز بیان
کہ تن پر نہ کپڑا نہ منہ پر نقاب | سوا نیزہ پر آ گیا آفتاب
چلے آتے ہین دمبدم غش پہ غش | زبان پر ہی الجوع یا العطش
نئی چالین ہمکو دکھاتا ہے دن | کہ ڈھل ڈھل کے پھر پھر کے آتا ہی دن
یہ بگڑی ہی گردون کی چھپی گھڑی | کہ اک ایک پل مین ہین سو سو گھڑی
تپیشین ہین موج ہوا مین نہان | برستی ہین سیماب کی گولیان
چلین دو قدم اب وہ ہم سی نہین | کہین ہم اٹھین جا مین وہ دم ہی نہین
اوٹھے جاتے ہین پاون کیا کیجیے | بلند آپ دست دعا کیجیے
سوا اسکے اپنی نہین کوئی غرض | کہ ہے اپنے بیٹون کی امداد فرض
یہ فرمایا میری بھلا کیا مجال | خدا اکا غضب ہے خدا اکا جلال
مجھے یاد آتی ہے اپنی خطا | کہ بھولا تھا مین نہی لا تقربا[1]

[1] اشارہ آیۂ کریمہ لا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین ۱۲

بترغیب ابلیس بیہودہ کوش
دغاباز گندم نما جو فروش

مجھے خود ہے سخت اضطرار و ہراس
مگر تم کرو نوحؑ سے التماس

رہا مدتوں جسکو امت کا خار
ہدایت کے گلشن مین تھا وہ ہزار

پڑا جبکہ چکر مین دین کا جہاز
ہوا ناخدا انکے وہ چارہ ساز

ق

ہوئے جبکہ طوفان مین سب غرق آب
ہوا مین بکھرے تھے جو مثل حباب

ہر اک موج تلوار کی باڑہ تھی
مگر گھاٹ پر اوسکی کشتی لگی

وہان سے ملا صاف سیدھا جواب
کہ شرمندگی سے ہون مین آب آب

جو کی بیٹے وقت نزول قضا
پسر کی شفاعت خلاف رضا

تمھین چاہیے جاکے پیش خلیلؑ
کرو خواہش رحم رب جلیل

وہ تھا جسنے بیٹے کی گردن پہ تیغ
رکھی پاکے حکم خدا بیدریغ

وہ تھا جسکو کہتے تھے اہل زمن
کہ فرزند آزر ہوا بت شکن

ہوئی جسپہ آتش سلام اور برد
کیا اوسنے نمرود کو گرد برد

یانار کونی برداً وسلاماً علےٰ ابراہیم

بنایا خدا کا وہ پر نور گھر
کہ جسپر پڑے لامکان کی نظر

گئے قبلہ و کعبہ کے روبرو
وہی ہر قدم پر چشم آرزو

وہ بولے کہ پیش جہان آفرین
ہمین جسکو کہنے کی طاقت نہین

کہی باتین مانند ابن سقیم
غلط کہکے میرا ہوا دل دو نیم

اسی سے ہے ہر دم مرا حال غیر
ملو جاکے موسیٰ سے یادشتن بخیر

اوسی کو ملا تھا یہ گوش و دہن | کہ ہر دم خدا سے رہا ہم سخن

نگینِ جہانتاب نام آوری | چراغِ سرِ طورِ پیغمبری

عصا پیرِ اعجاز کا دستگیر | اسیرِ کفِ دست مہرِ منیر

وہاں جا کے گھبرائے خونیں جگر | ق | کہ بولے جنابِ کلیم الحذر

خیال ایک خون کا برا ہے مجھے | لیے مشعلیں ڈھونڈھتا ہے مجھے

مری طبع کو ہے بڑا انتشار | مرا قلب ہے لالہ سان داغدار

مگر تم اوٹھا دو نہ حرمان کا غم | تمھارے لیے بس ہے عیسیٰ کا دم

دمِ واپسین تک رہی اوسکی بات | کہ دیتا تھا مردوں کو آبِ حیات

نہ تھی جسمِ خاکی میں اوس سی روح | وہ تھا عطرِ گل یا کہ مٹی کی روح

ہوے آکے حاضر بشوقِ تمام | بسرکارِ ذیجاہِ گردون مقام

لٹاتے ہوئے معدنِ چشمِ تر | لیے نذر تارِ نظر میں گہر

سمجھ کر کہ مشکل ہے یہ ماجرا | مسیحا ہوے اسطرح رہنما

کہ لو دامنِ شاہِ اقلیمِ دین | مخاطب بہ یا شافع المذنبین

کلیدِ درِ درگہِ کبریا | حبیبِ خدا اشرفِ انبیا

محمد کہ شانِ خدا شانِ او | جحیم و جنان زیرِ فرمانِ او

نعت شفیع الطوائف احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] لرزتا ہے خامہ سرِ قدم | ادب سے ٹھہرتا ہوا ہر قدم

سرِ شکر سے سیکڑوں کر سجود — ہر اک سجدہ میں پڑھ ہزاروں درود

مقابل میں رکھ لوحِ محفوظ کو — تو اُردھی مصحف سے کر ہو تو ہو

پہ ہو معنیِ تازہ کا رنگ و بو — کہ جو حرف نکلے وہ ہو باوضو

ہر اک صفحہ پر نُہ ورق ہوں نثار — وہ لکھ نعتِ محبوب آمرزگار

وہ لکھ جسکو فرمائیں روح الامین — کہ پڑھ چل کے پیشِ سخن آفرین

حسینے کہ روئے خدا سوے او — حبیبے کہ سوئے خدا روے او

صبح حسنِ عارض کی منزل میں ہے — غمِ عشق کا خون رگِ دل میں ہے

وہ خود شمع روشن ہے خود ہی لگن — نیاز اوسکا پروانہ مانند ناز

وہ سرکار ہاشم میں سردار جیش — چراغِ رہِ دودمانِ قریش

وہ دیباچۂ گلستانِ وجود — کہ جسپر ہے بلبل کا طغرا درود

کہے دیکھ کر صورت بے مثال — ہر آئینہ حیرت سے یا ذوالجلال

وہ عالم کہ دانائے سِرِّ قدم — وہ اُمّی کہ ہمراہ لوح و قلم

وہ کامل کہ جسپر فدا شانِ بدر — نثار اوسپہ روحِ شہیدانِ بدر

صفت جسکی الّا پہ ہر دم نگاہ — سمجھی جو کہے لا تخف لا تکم

قدم قدرت افزائے عرشِ برین — غبارِ قدم سرمۂ چشمِ دین

کلامش پیامِ خدائے حمید — درودش بہارِ کلامِ مجید

نگارِ قدم کا دُرِ شاہوار — گلستانِ قدرت کا صبحِ بہار

چہ کثرت کہ یک سقف عرش بلند
ز صد جلوہ اوست آئینہ بند

چہ وحدت کہ آئینہ پیکرش
تابد کہ عکسے فتد از برش

لیئے ہاتھ وسعت کا فیض عمیم
کیئے عہد رافت کا خلق عظیم

رضا اوسکی عین رضائے خدا
شفاعت ہے شرط اور غفران جزا

دعا کو اثر کی ضرورت نہین
طلب کو تقاضے کی حاجت نہین

کرامات جنت کرم کا خطاب
عذاب الیم اصطلاح عتاب

سخاوت کا منصب شجاعت کی ساتھ
عبادت کا میدان ریاضت کے ہاتھ

لب خشک بیمائگی روزہ دار
ورم ہر قدم کا تہجد گزار

وہ عارف کہ تھی جسکی خلوت سرا
مقام الی ربک المنتہی

وہ عابد کہ جسکی سر افگندگی
تھی معراج پیمبر بندگی

ملی اوسکی ہاتھوں سے یہ آبرو
کہ کہیئے وضو کرنے آیا وضو

کیا سجدۂ شکر با صد نیاز
مصلے پر اوسکی جو پہونچی نماز

دہان مبارک سے روزہ کی عید
جہاد اوسکے چین جبین کا شہید

دو عالم کا تھا قبلۂ محترم
سر منبر کعبہ اوسکا قدم

بتون سے کیا اوسنے کعبہ کو صاف
کہو حج کرے اوسکے گھر کا طواف

وہ توحید کی اک دوہائی پھری
کہ دور بتان سے خدائی پھری

دیا قول اوسکے جو دو بول نے
تو کلمہ کا طوطی لگا بولنے

لومت ہر اک جا ہدایت کی تھی — ولایت خدا کی ولایت کی تھی

رب اور عجم سب کی زینت ہیں آپ — ولایت کا تاجِ کرامت ہیں آپ

ہ برجِ رفعت سپہرِ شرف — گلِ ہفت گلشن درِ تہ صدف

شہنشہ کہ تاجِ سرِ سروری — پیمبر کہ اعجازِ پیغمبری

عناصر کی یارب یہ تقدیر ہو — کہ اس چوکھٹے میں یہ تصویر ہو

کریم و کرم گستر و کارساز — خدا در حقیقت بقولِ مجاز

شفاعت شفیع

١١ ١٢

خبر ہے مرے ساقی بزم راز — کہاں ہے تو اے باعثِ سوز و ساز

میں ہوں عاشقِ نالہ پر اثر — ہوا شور کوکو سے قمری کدھر

پپیہے نے لیں دل میں سو چٹکیاں — کہاں ہوتا ہے سکھی پی کہاں

وہ مے دے جو ہو دلکش و دلکشا — وہ مے جسکا نشہ ہو مشکل کشا

وہ مے جو ہے سرجوشِ دیگِ قبول — وہ مے جو ہے رحمت کی ٹوپی کا پھول

کھنچی بیخودی خانہ نور کی — نچوڑی مدینے کے انگور کی

چلا اللہ اللہ کے دیکھتے — کوئی مجھکو دیکھے مری آنکھ سے

اسیواسطے تھا یہ شورِ نشور — ظہورِ فنا و فنائے ظہور

کہ سب اگلے پچھلے بُرے اور بھلے — جنھوں نے نہ دیکھا ہو دیکھیں او

ہر اک شمع بس شہید اضطرار
پہونچکر حضور شہ ذی وقار

ہوا ہمدم نالہائے بلند
زبان یون ہوئی ترجمان سپند

کہ اے خستہ جانون کے حاجت روا
ہر انسان کے درد دل کی دوا

حبیب خدا نیر بالا و پست
فدا تجھپہ ہستی و ہر تجھ سے ہست

نہ پہونچے گرد تیرے کہ ہین نہ سپہر
ہین تیرے قدم کے نشان ماہ و مہر

شرافت کو آدم کی تجھسے شرف
تھا قدسیون کو تجھی گرامی خلف

بلا کی تیرے ادو غضب سے فتوح
نہان تیرے خنجر مین طوفان نوح

تیرے تھے کہین کفر کے بحر و بر
جو آتا زبان پر تری لا تذر[1]

ہوا جبکہ ترشحا تیرے نور کا
چراغ کف دست موسی بجھا

جدا کا جدا تجھسے طرز سخن
نہو حذف کیون لن ترانی کا لن

گلستان ہوا نار اے خلیل
ترے خوان نعمت پہ ابن السبیل

مریضان دار الشفائے مسیح
ہوے لوٹ کر تیرے در پہ صحیح

نہ رہتے ہر اک شخص بسمل سے آج
نفس گرد آئینہ دل ہے آج

[illegible] خانہ خرابی کا گھر
بنا آسمان اجڑے گھر لوٹ کر

بیان کیا کرین حالت آب و گل
کہ پس پس گیا گوہر جان و دل

جھوشی مین ہر اک نفس نالہ خیز
ہر اک زخم پر زخم الماس ریز

[1] اشارہ دعاء حضرت نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ۱۲

نہین باقی اب دوست دشمن مین
ہے حشر کی زبان پر بھی یہ ذکر خیر

ترے دوست بھی کہہ نہین سکتے حال
مبادا کہ ہو دشمنون کو ملال

کوی بیقراری کوئی آہِ سرد
نہ پیدا کرے آپکے دل مین درد

بلا مین پھنسے ہین غریب و امیر
ہین سب ایک تکیے کے گویا فقیر

تمام اہل دل اک مصیبت مین ہین
تری جان سی دور آفت مین ہین

اوکھڑتا ہی میدان سے ہر اک قدم
نکلتا ہے ہر سانس کے ساتھ دم

نہین آب و دانہ جبین یا مرین
پیین آنسو کھاتے رہین ٹھوکرین

ذرا جان تک پیرہن مین نہین
کوئی دم کا دھاگا کفن مین نہین

ہر اک دیدہ تر ہوا تار گھر
اسی تار مین ہے ہماری خبر

جھڑی وہ لگائے ہے چشم پرآب
کہ ہے اوسکے ڈھیلون کی مٹی خراب

بھڑک اوٹھی اک آتش تیز تر
بجھانے کو دوڑا جو داماں تر

یہ سب تیرے پاس آئے ہین اسلیے
کہ بندون کو رکھے خدا کے لیے

رخ خور مین زردی نمودار ہو
زمین حشر کی زعفران زار ہو

وہ سردی کہ ہو موسم برد گرد
وہ تپ جس سے یہ آگ ہو جائے سرد

بلا سے فلک گر جلن مین رہے
یہ سورج کوئی دم گہن مین رہے

بفرمود آن سید انبیا
کہ کار زمست این و آتی لہا

کہ یعنی ہون مین ہر بشر کا کفیل
جمیع انبیا کی طرف کا وکیل

اسی دن مرا جشن موعود ہے — مقام محمد ہی محمود ہے
قلمرو مین محشر کے نام خدا — چلے گا تو سکہ اسی نام کا
مجھے ہر بشر کا تھا خود انتظار — مین تھا نا امید دن کا امیدوار
رکھے گا مرا رب مری آبرو — فمن رحمۃ اللہ لا تقنطوا
کرم اوسکا ہے فتح باب فرح — کہ من دق باب الکریم انفتح
گذر پھر تہ عرش اعظم کیا — سر بندگی اسقدر خم کیا
کہ سیپارہ دل کا ہر اک رکوع — گرا سجدے مین باکمال خشوع
زمین پر گری جب جبین مبین — مٹی سبکی قسمت کی چین جبین
دعا ایسی کی بعد حمد و ثنا — کہ الحمد آمین کہنے لگا
کہا عرش نے بار بار آفرین — ہزار آفرین صد ہزار آفرین
تمنا درون دل دردمند — پری تاب قدرت کی شیشہ مین بند
یہ فرمان ہوا سر اوٹھا تو بھی — جو ہے تجھکو منظور ہوگا وہی
اوٹھا یا سر پاک المختصر — گرا یا دعا کے قدم پر اثر
دعا یہ کہ ہو مجرمون کی پناہ — صفائی کا رحم ایک سچا گواہ
دعا کسکی تھی اور کسکا قبول — ہوئی آرزو نقد جیب حصول
تجلی ہوئی حق کی پیش نظر — خدا اپنے بندون مین تھا جلوہ گر
زمین پر ہجوم ملائک کا نور — چمکتی ہوئی شمع شان غفور

نہ لایا خدا کی تجلی کی تاب | ہوا سکتہ مین مطلع آفتاب

ہوئی دفعتاً آتشین دھوپ چھاؤن | بنا اطلس آسمان دھوپ چھاؤن

زر مہر کا رنگ پھیکا ہوا | بہت چرخ کھا کھا کے گھستا ہوا

ہوا خلد کی لائے روح الامین | کہ دامان محشر کی کلیان کھلین

چمن ہو گیا تختۂ روزگار | ہوا دشت پرخار اک سبزہ زار

چھپی اسکے سایہ مین دھوپ آج کی | نہ تھا جسکی قامت مین سایہ کبھی

خزانۂ رحمت

۱۱ ۱۳

ہوا ٹھنڈھی چلتی ہے میدان مین | یہ کہتے ہین سورج سے میزان مین

پلا بے حساب اب تو ساقی مجھے | دکھا اپنی وصل نہ باقی مجھے

مرے ہاتھ ہی کا نوشتا سہی | ترا میر منشی فرشتا سہی

مگر دے کے فارغ خطی یک قلم | بنا دے مجھے بندۂ بے درم

ردی جب ہوا پرچۂ آفتاب | کھلا دفتر امتحان حساب

ادھر راز داران ذی فہم و ہوش | ہمارے رفیقان خانہ بدوش

جنازون مین حسرت کا کاندھا دئیے | ہر اک مردے کا روزنامہ لئے

ادھر موشگافان موزون رقم | ہو جنکی میزان مین کچھ بیش و کم

ترازو کو ہاتھون مین تولے ہوئے | رعایت سے پلّون کو کھولے ہوئے

انھین سے کچھ آسان اول حساب | ہی محشر کی اک سخت مشکل حساب

مقابل کماندار تقدیر ہے | ترازو کلیجون مین اک تیر ہے

ادھر کلک قدرت کا رد و قبول | ادھر بندگان ظلوم و جہول

ہر اک مد کا ہر اہلمد خود گواہ | دورویہ ہین فردین کی فردین سیاہ

محاسب نہ کیونکر کہے نادرست | ہمارا نہ روکڑ نہ کھاتہ درست

گھٹائین بڑھائین تو ہو فرد گرد | کہ میزان کی جانچ والا ہے فرد

کچہری ہوئی گرم جب جانچ کی | ہر اک بال کی کھال کھنچنے لگی

صدائے زعمال نار و بہشت | چہ آخر درو کرد و اول چہ کشت

نوید ان ابرار ہم فی نعیم | وعید ان فجار ہم فی جحیم

بنی نوع انسان جو بعد حساب | ہوے مستحق عذاب و ثواب

بہشت اور دوزخ کی جانب چلے | دکھائے مقدر نے جو راستے

اٹک یہ کہ دریائے رعب جلیل | لیے ایک قطرہ مین سو رود نیل

اوترنے کا پل اک بلائے عظیم | جسے کہیے سرطان پشت جحیم

ق پئے شہسوار قضا و قدر | سے ہے تیغ کم یا کہ خود وہ کمر

کہ گر بال سی دھار تلوار کی | مقابل ہوا اوس سے تو ہے کر گری

چڑھی ہے کمان برق سے تیر کی | بھڑکتی ہوئی آنچ شمشیر کی

کھلا جادہ راہ تیغ ہلاک | بٹھائے ہوئے لاکھ بجلی کی ڈاک

دمِ واپسین کا اِجارہ لیے | گزرنے کا دروازہ تیغا کیے

نہ تھا فرق ابرار و فجار مین | چلین کشتیان ایسی منجدھار مین

اوسیکا کنارے پہ بجرا لگا | جو گمراہی و کجروی سے بچا

پیمبر چلے جیسے حق کا پیام | ولی جیسے روحِ نبی پر سلام

خدا کے طلبگار اہلِ کمال | بڑھے جیسے مشتاق روزِ وصال

ہوا بیقرارانِ حق کا گزر | چلے تار برقی مین جیسے خبر

چلا کوئی جیسے کہ قالب سی جان | کوئی جسطرح گلستان سی خزان

جنھین راہِ حق کی ہدایت ہوئی | اور اپنے نبی کی حمایت ہوئی

وہ گزرے مثالِ نسیمِ بہار | کہان اونکا دامن کہان خارزار

زرا جنکے صدق و یقین مین تھا فرق | ہوے الامان آب آتش مین غرق

غرض خیر و شر آن کی آن مین | ہوئے خیمہ زن اپنے میدان مین

کوئی داخلِ گلستانِ نعم | کوئی وارِ ذلت مین نا محترم

کہین عیش فی عیشۃ راضیہ | کہین آفت امہ ہاویہ

پھنسے غم مین تھوڑے سے مسلمان بھی | گیا کفر کے ساتھ ایمان بھی

شفاعت مکرر

١١ ١٣

چھپا تھا کدھر عالمِ پاک مین | مین تھا کب سی ساقی تری تاک مین

وہ مے دے جو ہو روح بخشِ انام
جو خود ہو حلال اور تو یہ حرام

وہ مے جسکا میخانہ خلدِ برین
وہ مے جو کہین اور ملتی نہین ہے

وہ مے جو بحکمِ پیمبر چلی
وہ مے جو لبِ حوضِ کوثر چلی

جو زندان مین اپنے اسیرون کا حال
یہ دیکھا تو سلطان حال و مآل

گرا سجدے مین باکمال ادب
سپاس و ثنائے خدا زیرِ لب

کیا شوق دل سے وہ پیارا سجود
کہ تھا وردِ سبحان ربی ودود

ثنا اس صفت کی کہ بےمثل و طاق
نہ ثانی کا جس سے روا اشتقاق

مناجات وہ کی کہ روحی فدا
وہ توصیف تمجید کہ جل علا

ہوا بحرِ مواجِ رحمت کا جوش
سخنگو باندازِ موجِ خموش ہے

تامل نہ کر عرضِ مطلب مین تو
کہ ہی مصطفیٰ مجتبیٰ سب مین تو

نظر مین ہے مالک کی تیرا وقار
ہر اک قطرہ تیرا دُرِ شاہوار

تو اس دن کا پہلے سے مامور ہے
رضا تیری خالق کو منظور ہے

سند پیش کر سوف یعطیک کی
فترضیٰ کی ہے مہر جس پر لگی

ہوا تازہ باغِ روانِ نبی
زبان پر روان امتی امتی

یہ حاصل کہ ہون جنتی سب کے سب
بغیرِ عمل بے عوض بے سبب

نہ ساقی نہ میکش نہ قاتل کو دیکھ
تو اپنے کرم کو مرے دل کو دیکھ

کہان ناتوانون کو گرمی کی تاب
انھین بخشدے کرکے ڈیوڑھا حساب

نہ دکھلا مجھے میرے ربِّ غفور
مین ہون پاس تیرے وہ ہون مجھسے دور

مرے ساتھ کر محو ان کے گناہ
غریبون کا جنّت ہو آرامگاہ

حساب انکا نیکی ہی کی مد مین ہو
جو ان کی بدی ہی مری بد[1] مین ہو

الٰہی ہون تیرا گنہگار مین
شفاعت سے اپنا طلبگار مین

ہوا حکم ناطق کہ اے دردمند
ہی رحمت کو تیری شفاعت پسند

بلطفِ خداوند ارض و سما
کر اک نوع کے مجرمون کو رہا

یہی عفو تعذیر کی حد رسے
رہائی ہو لیکن اسی قید سے

اوٹھے آپ بخشش کی لیکر برات
دی اک قسم کے عاصیون کو نجات

جھکے پھر کئی بار پیش خدا
کئے یون ہی پیہم سجود و دعا

یہان تک کہ پوری تمنا ہوئی
نہ باقی رہی جنس ہی نوع کی

بتاکید و تعجیل دیوان پاک
خطِ عفو لائی فرشتون کی ڈاک

یہ ہر کارے جلدی مچانے لگے
کہ پروانے بے دستخط آنے لگے

نہ باقی رہا ایک بھی مبتلا
جو رائی برابر بھی ایمان تھا

بچایا ہر آدم کو ایمان نے
مگر جسکو روکا ہے قرآن نے

چلے خوش نصیبان ایمان شتر
جہنم سے اوٹھ اوٹھ کے سوئے بہشت

جہنم مین پہونچے تھے جو اوس سر
وہ بجلی کے مانند اولٹے پھرے

[1] بد بمعنی ذمہ در اصطلاح ساہوکاران و تاجران ۱۲

بہت لوگ نادیدہ شکلِ جحیم — چلے خُلد کو بر خطِ مستقیم

حضورِ جنابِ رسالت مآب — فرشتون کے ہاتھونمین سادی کتاب

ہوئی پھر اوسی مبتدا کی خبر — کرم جوشیِ انبیاے دگر

پھر اور انجمِ آسمانِ نبی — غبارِ رہِ آستانِ نبی

تقدس مقامانِ اوجِ حضور — بلند اخترانِ کرامت ظہور

ابو بکر لاثانیِ روزگار — کہ تھا ثانی اثنین یارانِ غار

عُمر نام و ناموسِ نام آوری — معمّاے اسرارِ پیغمبری

سخا جلوہ عثمانِ عالی مقام — انیسِ پیمبر علیہ السلام

علی شیرِ یزدان و عالی وقار — ید اللہ سیفِ خدا ذوالفقار

ملک رتبہ خاتونِ جنت بتول — مہِ اوجِ تنزیہہ بنتِ رسول

حسن خاتمِ خاتم المرسلین — سیادت کا الماس زرّین نگین

شہادت کا لختِ جگر نورِ عین — نیامِ شجاعت کا خنجر حسین

تمام آل و اصحاب خیر الانام — اس اُمت کا ہر پیشواے امام

ہر اک غازیِ مردِ میدان بدر — سمہ سیلان و شہیدان بدر

شکن پرورِ طالعِ نارسا — اویس قرن عاشقِ مصطفا صلی اللہ علیہ وسلم

بہار آفرینانِ صبحِ امید — جنید و حسن ادہم و بایزید

ابا عن جدِ جود ولی در ولی — قدم جسکا بر گردنِ ہر ولی

ہوا الحق تو ایان ثابت قدم
انا الحق سراپا ان منصور دم

سب اپنے نبی کے قدم پر چلے
جو باقی تھے وہ طے کیے مرحلے

ہزاروں بجے ایک پتی سے باغ
جلے ایک بتی سے لاکھوں چراغ

شفاعت کے پورے ہوئے حوصلے
کہ عاصی کو خلعت پہ خلعت ملے

ہے اعجاز استاد کا انتخاب
کہ کھائے خطا پر سے صاد صواب

گئی ہے تا آتش گنہگار میں
وہ بھرتی ہے تا احمد کی سرکار میں

ہوا خاک جل کر جہنم کا باغ
کیا برف رحمت نے ٹھنڈا چراغ

ہوا سوخت آتش کا سب سوز و ساز
سمندر میں ڈوبا دخانی جہاز

وہ ریلا ہوا باغ فردوس میں
کہ میلا ہوا باغ فردوس میں

بڑھا ہر طرف جوی رحمت کا آب
کٹورا بجانے لگا ہر حباب

بھرے خوانچے ایسے بھرنے لگے
کہ خود میوے دامن میں گرنے لگے

قرابوں میں کوثر نے رکھی سبیل
تہ نخل فوارہ سلسبیل

جو ان کی خاطر بساز و یراق
ٹہلتے ہوئے راستوں پر براق

بجانے پری وش پرائے زنان
گلابی کہاروں کی سب وردیاں

ہوا کیا کہ لڑکے مچاتے ہیں شور
لگا دو ہنڈولے کی طوبیٰ سے ڈور

کھلے نخل ایجاد کے پھول پھل
ابد پر چھا رنگ صبح ازل

لگے ٹوٹنے صبر و تمکین کے پل
بہار آئی لادے ہوئے بار گل

شگفتہ ہر اک تختہ کا خشک و تر
رسیدہ ہر اک نخل کا ہر ثمر

ہر اک برگ مین ساز و برگ بہار
ہر اک لالہ صد معدن کوہسار

ہر اک جا پہ موجود ہر ایک شے
کوئی ہمدم نے کوئی محو مے

گمان جس پہ جائے وہ تحقیق ہو
تصور مین جو آئے تصدیق ہو

سحر وہ کہ جس پر فدا ہر نفس
ہوا وہ کہ ہر دل کو جس کی ہوس

ہر اک بیل بوٹہ نگار آفرین
ہر اک خار و گل صد بہار آفرین

کلی بے صبا کے شگفتا ہوئی
خزان بے بہار آئے پتا ہوئی

پری سایۂ نخل کی پایبوس
گلستان عروس آب عطر عروس

جو لالہ ہے لاکھا جمائے ہوے
تو نرگس ہے کاجل لگائے ہوے

یہ تانا کہ دل سے نہ کہیے سنبھل
نظر تو سنبھالو نہ جائے پھسل

کہین پھیل کر بیل بوٹا ہوئی
کہین نکہت اوڑ کر فرشتا ہوئی

اگر شاہد گل ہے بلبل بدست
تو پھولون سے نیگلہ مین بلبل ہے مست

چمن اور ایسا دکھائے کوئی
قسم مصحف گل کی کھائے کوئی

کہان تھین دنیا کی پھلواریان
یہ سچ مچ بہشت اور وہ گلکاریان

وہ گویا نیاز اور یہ بے نیاز
یہ شان حقیقت وہ شان مجاز

وہ ہر لحظہ نعمت پہ نعمت ملی
کہ اک شکر کی بھی نہ فرصت ملی

ہر اک چہرے مین ایک نور دگر
ہر اک حور ہے رشک حور دگر

ملین نعمتین سب کو بے انتہا ۔ اور آخر کو ان نعمتون کے سوا

وہ نعمت جو ہے سر عین الیقین ۔ جو ہے دین و ایمان ایمان و دین

وہ نعمت کہ ہے اوسکے دم سی بہشت ۔ جو بازار جنت کی ہے در بہشت

وہ نعمت جو ہے یک بہ از صد ہزار ۔ خدا بخشے دیدار پروردگار

پڑا ہاتھ دھو کر جو پیچھے وضو ۔ گیا لے ہی معبود کے روبرو

نماز آئی کہتی تباکید تام ۔ کہ کر چلیے سجدے سے پہلے سلام

موکد ہوا صوم افطار کا ۔ کہ طیار شربت ہے دیدار کا

یہ کہتا ہے ایمان کہ اے اہل ذوق ۔ اوٹھا دیجئے پردہ چشم شوق

قطعہ

عدم کو چلے ساعت نیک سے ۔ دو عالم سے چھٹکر ملے ایک سے

وہ ہے سامنے درگہ محترم ۔ قدم بزم امکان سے تھا دو قدم

ہے آغوش مین پرتو لایزال ۔ قد آدم آئینہ بے مثال

رہ منزل کبریائی ملی ۔ ہر اک بندہ کو اک خدائی ملی

خودی سے جو از خود جدا ہو گئی ۔ خدا سے ملے کیا خدا ہو گئی

کھلا دیکھ کر ہمکو حال مآل ۔ کہ تھا حشر سودا سے شوق وصال

یہ تھے انقلابات رد و بدل ۔ کشش مظہر شاہد لم یزل

چشمہ اشت دعاے مقبول (انشاء اللہ)

ادھر بھی ذرا ساقی گلعذار ۔ ہزارون ہی تیرے امیدوار

چلے کشتی مَے نہ تیرے بغیر — مرے ناخدا تیرے بیڑے کی خیر
وہ مَے دے کہ لیتا رہوں تیرا نام — وہ دے جو دلائے ترا فیض عام
زمانہ کا عالم ہوا دوسرا — بفضل خدا و حبیب خدا
خوشی میں بھرے مومن و مومنات — احاطے میں رضوان کے اوتری برات
جہنم کے گھر میں غمی ہوگئی — مرا غصہ آتش سستی ہوگئی
بجیں نوبتیں خلد میں بارہا — کہ اسلام کے سر یہ سہرا رہا
خوشی کیا کہ اکدم ہوا کم نہو — یہ وہ عیش ہے جو کبھی کم نہو
کہاں بیدلی جب خبر دل نہیں — ہو آسان کیا کوئی مشکل نہیں
دعائیں جو کی تھیں ہوئیں اب قبول — مراد ایک ہے اور ہزاروں حصول
تمنا سبھوں کے قدم پر پڑی — ہر اک آرزو ہاتھ باندھے کھڑی
دل و دلربا ہمدم حال و قال — نہ ہجران کا کھٹکا نہ فکر وصال
کیا آب جہنم میں وہ روزگار — کہ محشر تھا اک اک دم انتظار
ملا اوس سے تھی جسکی جسکو طلب — بمصداق اَلمرءُ مَعَ مَن اَحبّ
وہ حاصل ہوا جسکے جو دل میں تھا — ابھی قیس لیلی کے محمل میں تھا
بنا پھر جو بگڑا تھا بن بنکے ساتھ — مجھے خود ملا محسن احسن[1] کے ساتھ

[1] احسن تخلص مولوی محمد احسن مرحوم کا ہے جو چھوٹے بھائی مصنف کے تھے اور جو پیشتر ضلاع ملک اودہ میں سب جج اور پھر پنشن لیکر نائب وزیر دیوانی ریاست بھوپال کے ہوگئے۔ تاریخ ذیل تحریر سال وفات اونکی ہے —
می تواند شد کہ رنگ رفتہ بعد سالہا || لعل گردد در بدخشان و عقیق اندر یمن

عجب چال مستانہ چلتے ہوے
بگردش زہر چشم پیمانہ
دلون مین مسرت تو رخ پر بہار
کمر مین کرامت کے پٹکے کا بل
مدینے کے عمامے بالاے سر
جلو مین غلامان روشن جبین
خدا کی تجلی کا آنکھو مین نور
دلون مین محبت کے راز و نیاز

روش پر جنان کے ٹہلتے ہوے
زہر سایہ پیدا پریخانہ
کلائی مین گجرے تو گردن مین ہار
ملائک ہلاتے ہوئے مورچھل
قباہاے استبرقی زیب بر
گلوری لیے ساتھ حوران عین
ہر اک نوک مژگان پہ اک شمع طور
زبان پر باہنگ شوخ حجاز

تشفیع مطاع نبی کریم
قسیم جسیم نسیم وسیم

می تواند شد کہ گردد نالہ افسردہ
می تواند شد کہ از تاثیر داماں نسیم
لیک نتوان شد کہ مثل احسن آید در وجود
رفت حیف از دہر آن جان جہان دہر شمار
شوخی طبع رسایم سرد از ہر سوز و ساز
کیست در دار فنا محسن چو من اندوہگین
من یاد باشم الٰہی از طفیل مصطفےٰ
گفت دل ہر گہہ کہ آمد در زوال آن آفتاب

بلبل شیرین نوا یا طوطی شکرشکن
نکہتے از غنچہ خیزد یا نسیمے از ختن
سرو رعنا در گلستان یا گل نودر چمن
خوشم از سر قوت از دل راحت از جان جان تن
ناگوار خاطر من سوختن یا ساختن
ہر نفس سوہان خود ہر دم سنان حیرت
چون شود در بزم قدسی مجمع یاران من
مردہ در گورست احسن زندہ در گور من

۵۳۵

۱۰۳۴

۱۳۰۹

قطعہ تاریخ از نتائج طبع جناب منشی امیر احمد صاحب لکھنوی متخلص بہ امیر استاد جناب معلے القاب نواب رامپور

کس قیامت کی قیامت کے بیان مین ہے نظم — عاقبت مین ہے عقوبت سے برات اسکی سند
ہے امیر اب میر محسن کو نجاتِ دائمی — واہ جو صفحہ ہے اسکا ہے شفاعت کی سند

۱۳۱۱ ہجری

تاریخ طبعزاد جناب منشی عبد المجید صاحب سحرؔ

شفاعت نامہ چون مطبوع گردید — کہ ابیاتش بود آیاتِ رحمت
دلِ محسن بود گنجور این گنج — عطا کردش ازل این بخت و دولت
خط و مضمون او گنجینۂ فیض — بیاضِ صفحہ انوارِ سعادت
دوائر در حروفش چشم نگران — بجنبشہائے لبہائے نبوت
ندا آمد بگوشِ سحر از غیب — بگو سالش شفاعت جوی امت

۱۳۱۱ ھ

تاریخ از فکر عالی مولوی اکرام اللہ عرف مفتی صاحب مرحوم متخلص بہ افسون

ہمہ داغِ فراقم از قصورِ حشر و نشر افسون — حضورِ یار میدانم حضورِ حشر و نشر افسون
خیالِ قامتش در قلبِ مضطر خوشنما باشد — بود موسیٰ من بالائے طورِ حشر و نشر افسون
بود صحنِ قیامت خانہ سیر رنگِ عشق ما — طلسمش آفتابِ صبح و صورِ حشر و نشر افسون
چنان لرزد سپہر شیشہ رنگ از اضطرابِ من — کہ بر خود لشکند رنگِ غرورِ حشر و نشر افسون
بامیدِ وفائے وعدۂ وصلِ کسے یا بی — براہِ انتظارِ دل مرورِ حشر و نشر افسون

مگر آواز پای دلربائے اوست در گوشم | که گه نزدیک سازد گاه دورِ حشر و نشر افسون
ز داغِ معصیت صد آتشِ سوزان بدل دارم | شفاعت نامه پیش از ظهورِ حشر و نشر افسون
همان از گفتهٔ محسن که می آید بهر شعرش | درودِ پاک از نشانِ عفوِ حشر و نشر افسون
پئے عظمِ رمیمِ جسمِ بے جانِ سخن گویا | صریرِ کلکِ او آوازِ صورِ حشر و نشر افسون
بود رفتارِ شوخِ خامهٔ سحر آفرینِ او | برائے خفتهٔ بختِ نظم شورِ حشر و نشر افسون
ببین گه ذکرِ محشر گه حساب و گه شفاعت‌ها | زہے تاریخ مجموعش امورِ حشر و نشر افسون

۱۳۱۱ھ

ایضاً

کرد چون طبعِ قیامت آفرین | شرحِ روز و روزگارِ حشر و نشر
رفت در تحریرِ تاریخش سخن | گفت افسون حالِ زارِ حشر و نشر

فقرات تاریخی از منشی امیر احمد خلف مولوی ذکی الدین صاحب وکیل

نعت پاک محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۳۱۱ھ

سراج نوری نبی کریم | قسیم جسیم نسیم وسیم

اللّٰهم صل وسلم علی مولانا محمد شافع یوم القیامة وآله دائما وابدا

۱۳۱۱ ۱۸ ۹۳

تاریخ طبع

اللّٰهم صل علی محمد النبی الامی شافع یوم الحشر وآله وازواجه اجمعین

۱۸ ۶ ۹۴

اللّٰهم صل وسلم علی محمد معدن الحلم والکرم واصحابه دائما ابدا

۱۳۰۱ ف

قطعہ تاریخ ریختہ قلم بلاغت رقم جناب مولوی مہدی حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ

بسکہ محسن گل معانی چید
دستہ ہائے شگفتہ کرد بہم

رفت فکرم بجستن تاریخ
گفت ہاتف گلے ز باغ ارم

۱۳۱۱ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر مولوی محمد نور الحسن صاحب بی اے پسر کلان مصنف

ماشاء اللہ نظم دلکش ہے
شایستہ شمردنش ز افراد

صد لعل و گہر شدست منظوم
از فیض طبیعت خدا داد

تمہید سخن ز عشق فرمود
شد مطلع مثنوی پریزاد

گویا نتوان شمرد لب را
گر پے غم عشق کرد فریاد

گفتن سخنے بغیر تمہید
جائز نبود بقول استاد

معشوق زمانہ عشق را خواند
شد دامن صفحہ حیرت آباد

لیلی گردید کاکل قیس ہے
شیرین شدہ است جان فرہاد

از قامت او قیامت آراست
در باغ سخن نشاند شمشاد

تشبیہ دگر بآن کشش کرد
گر زوے شدہ حسن و عشق برباد

عالی کششے ز شاہد غیب
کان ہست کمند مصر و نوشاد

قطعہ

ہنگام گریز دامن حشر
در دست تلاش او چو افتاد

مستقبل و حال را یکے کرد
این طرز عجیب کرد بنیاد

حقا کہ برائے وصل محبوب
کے شوق فتد بقید میعاد

آمد مقبول طبع و آورد
از دستش پائمال بیداد

تا موقع حرمت سخن تاب
در بزم ادب نہ کردہ اش یاد

چیزے دگرست ساقیِ غم — رویش یارب کسے مبیناد
رندے بیباک اگر طلب کرد — نقاش نبود فجور و الحاد
کاکش بادا ےحسن تحریر — در حرف ہزار معنی آزاد
لیکن بہ بیانِ ہر روایت — بے بیش و کم بتمام روداد
بابے یعنے و ماحصل دو سہ جا — تشریح لطیف شد نو ایجاد
در مدح پیمبرانِ پیشین[1] — نطقِ پاکش فرشتہ ارشاد
در نعت خاتم رسالت — فیضِ روح القدس بامداد
عرض مداح آنکہ مولیٰ — با خلعتِ لطف خود کند شاد
امید درجا کہ اہل معنی — بر ہر حرفش وہند صد داد
تاریخ و دعا کہ یا الٰہی — توقیع قبول روزیش باد

۱۳۱۱ھ

قطعہ تاریخ نتیجۂ فکرِ مولوی محمد انوار الحسن صاحب بی اے پسرِ خرد مصنف

چون ابو[2]المحسن حسن نوشت حالِ انبیا — باکمالِ خوبیِ تحریر و تحقیقِ سخن[1]
در شفاعت آرزو بودش بیانے ناگہان — رفت آن و اصل بحق ہیں خدائی ذو المنن
در ظہور آورد اکنون مقصدِ او این او — محسنِ من والدِ من کعبہ و ملجائے من
بارک اللہ معنیِ موزون کہ در مصر خیال — جانِ عشاقِ سخن یا یوسفی گل پیرہن
بر سرِ ہر صفحہ حرف از فیض ممدوح کریم — لالہ اندر چمن یا نور شمعے در لگن
شوخیِ ہر مصرعِ رنگین فدائے شان خود — خوبیِ ہر لفظ میگر دو بگرد خویشتن

[1] مولانا حسن بخش طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ مولف تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا ۱۲

برسر میدان محشر آتشے اندر پیش — در بہارستان رحمت سلسبیلے موجزن

ازصفات او چہ گویم خوبتر فرمودہ است — حضرت والا برادر مولوی نورالحسن

دوش چون پرسید از من سال تاریخش سروش — گفتمش نورے ز انوار کرامات حسن

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع بلند و فکر آسمان پیوند جناب شیخ غلام احمد صاحب سیفی رئیس بمبئی

١٣١١ھ

جناب حضرت اوستاد نے خوب — لکھا نقش و نگار یوم ساعت

جو ہو منظور دل تاریخ سیفی — کہو نقاش آشوب قیامت

١٣١١ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر مولوی رشید الدین صاحب رشید متخلص اسٹہ

رشید ایسا شفاعت نامہ ہے کون — ہو جسمین یہ فصاحت یہ بلاغت

قیامت کا بیان ایسا کہ گویا — ہے محشر آج کی ہر ایک ساعت

مقابل آب رحمت کا وہ چھڑکاؤ — ہو جس سے سرد بازار قیامت

نجات عاصیان فیض نبی سے — بر وحش صد سلام و صد تحیت

وہی توحید کی لایا تھا اسکے — جو تھی دنیا مین پھیلی شام ظلمت

قیامت مین اوسی کی آبرو سے — ملیگی خاک مین عصیان کی شامت

تلاش ہر گنہگار ایسی ہوگی — کہ لیکر مشعلین ڈھونڈیگی جنت

لکھی ہاتف نے کیا تاریخ پر نور — بیان نور مصباح شفاعت

١٣١١ھ